

محمد حسن خالد**پیغمبر، گورنمنٹ شاہ حسین ایوسی ایٹ کالج چوہنگ، لاہور****عظمی نورین****گورنمنٹ و منیونیورسٹی، سیالکوٹ**

اردو فرہنگ نویسی: تعریف، اقسام، روایت، ارتقا

رب تعالیٰ نے دُنیا میں جہاں مختلف رنگ و نسل کے انسان پیدا کیے ہیں وہاں انسانوں کی زبانوں میں بھی تنوع رکھا ہے۔ ہر ملک اور خطے کے لوگوں کی زبان مختلف ہوتی ہے۔ زبان انسان کے افکار و احساسات کی ترجمان ہوتی ہے۔ زبان، ہی کے ذریعہ انسان کے خیالات، احساسات اور علم کو محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ لغت زبان کے تحفظ کا بہترین ذریعہ ہے۔ جس زبان کی اپنی لغت یا فرہنگ نہیں وہ نامکمل ہے۔ لغت اور فرہنگ میں کسی زبان کے استعمال کے علاوہ زبان کی مختلف نسبتوں اور نوعیتوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اس نظریے سے ایک اپنے لغت میں شامل اندر ارجات کے عام اور تمام معانی، لسانی حیثیت اور قواعدی نوعیت کے سلسلے میں معلومات فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کرنے کے ساتھ متعلقہ الفاظ و محاورات کی صحیح اور مکمل تفہیم بھی کرتی ہے۔

فرہنگ سازی کی ضرورت عام طور پر کسی زبان کے ابتدائی دور میں پیش نہیں آتی بلکہ اس کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب کسی دوسری زبان کے بولنے والے لوگ اس زبان سے رابطہ قائم کرتے ہیں اور ان کے اندر اس زبان کو سیکھنے کی خواہش بیدار ہوتی ہے یا پھر فرہنگ سازی کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب کوئی زبان اپنے ابتدائی مرحلے کے ترقی کے مراحل میں داخل ہو جاتی ہے اور ان کے ادب سے روابط استوار ہو جاتے ہیں اور ان کی لفظیات کو بھی اپنالیتی ہے۔ اسی طرح اصل زبان بولنے والے لوگ اپنی زبان میں شامل ہونے والے بہت سے اجنبی اور بدیکی الفاظ کے معانی و مفہوم سے آشنا نہیں ہوتے اور یوں ان الفاظ کی تفہیم کے لیے ان کو لغت کی ضرورت پڑتی ہے۔

عہدِ حاضر میں دُنیا ایک گلوبل ولنج بن چکی ہے۔ مختلف اقوام اور اُن کی زبانوں کے ادب تک رسائی آسان سے آسان تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر لغت کی تکمیل کے بعد اردو زبان میں لغت کی ضرورت کا احساس جنم لیتا ہے۔ کسی بھی زبان کی ترقی اور قوتِ اظہار کا اندازہ اس کے ذخیرہ الفاظ سے ہوتا ہے۔ اگر زبان میں ہر موقع کی مناسبت سے الفاظ موجود ہوں اور وہ ہر طرح کے موضوعات اور صورتِ حال کی وضاحت و تشریح پر قدرت رکھتے ہوں تو ایسی زبان کامل اور ترقی یافتہ کہلاتے گی۔ لغت زبان میں شامل الفاظ کے معانی پر مشتمل فرہنگ کا نام ہے جس میں الفاظ "الف، بائی" ترتیب سے درج کیے جاتے ہیں۔

زیباناز فرہنگ کی ابتدائی بارے میں لکھتی ہیں:

"۲۵ قبل مسیح میں یونانی زبان کے ہر مزا تھیز سے تقریباً ۳۰۰ فرہنگیں منسوب ہیں۔ یونان کے شاعر، "ہومر نظموں میں غیر معروف الفاظ کی تشریح کے لیے زندوؤں نے ایک گلاسری

ہومریکا کے نام سے ترتیب دی۔ اسی طرح لاطینی زبان میں مارکس ویرس کلاکس نے پہلی صدی قبل مسیح میں ایک فرہنگ مرتب کی۔ (۱)

فرہنگ اور لغت کے مفہوم میں اگرچہ ہمارے ہاں کچھ جدا گانہ پہلو پیش نظر رکھے جاتے ہیں تاہم ان لفظوں میں بنیادی فرق زبان کا ہے۔ فارسی اور اردو لغت نگاروں نے فرہنگ کے درج ذیل معنی پر اتفاق کیا ہے:

اُردو لغت نگاروں کے نزدیک فرہنگ کے معنی:

۱۔ ”بزرگی، دانش، ادب“ (۲)

۲۔ ”دانش، دانائی، سمجھ، عقل و ادب، فہم و فراست و کیاست“ (۳)

۳۔ ”دانائی، سمجھ، عقل“ (۴)

۴۔ ”تعلیم، آموزش، علم و دانش، ادب، تربیت“ (۵)

۵۔ ”علم و فراست، آگاہی، دانائی“ (۶)

فارسی لغت نگاروں کے نزدیک فرہنگ کے معنی:

۱۔ ”كتابي در لغت پارسي کذا في المويبد“ (۷)

۲۔ ”كتاب لغات پارسي جیسے فرہنگِ رشیدی، فرہنگ جہانگیری“ (۸)

۳۔ ”معنوں کی کتاب، الفاظ کے معانی بنا نے والی کتاب“ (۹)

اُردو میں لغت اور فرہنگ کے لیے عموماً ڈکشنری کا لفظ استعمال ہوتا ہے لیکن انگریزی میں ڈکشنری کے ساتھ ساتھ ایک اور لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ قومی انگریزی اُردو لغت میں ڈکشنری کی ذیل میں لکھا ہے:

”لغت قاموس، فرہنگ، ایسی کتاب جس میں کسی زبان کے الفاظ کو حروف تہجی کی ترتیب سے درج کیا گیا ہو اور اس میں ان کے معانی کی تشریح، تلفظ، اشتقاق اور دیگر معلومات درج ہوں؛ لغات، کتاب الفاظ؛ کوئی ایسی کتاب جس میں مکمل موضوع یا شعبہ موضوع کے بارے میں معلومات حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب شدہ اندرجات کے تحت ہوں“۔ (۱۰)

قومی انگریزی اُردو لغت میں اس کی وضاحت کچھ یوں کی گئی ہے:

”فرہنگ“ کتاب لغت ”کسی موضوع یا کسی کتاب کے دقيق الفاظ، اصطلاحات وغیرہ کی فہرست اور ان کے معانی، حاشیہ شرح“۔ (۱۱)

جامع انگلش ٹاؤرڈ ڈکشنری میں اس کا مفہوم یہ ہے:

”کسی کتاب کے دقيق الفاظ، مصطلحات وغیرہ کی فہرست اور ان کی تشریح، فرہنگ، حاشیہ، شرح“۔ (۱۲)

The New Lexicon Webster Dictionary of the English Language کی اس طرح تعریف کی گئی ہے

”A book containing the word or a choice of the words language arranged in alphabetical order with their definitions and often indicating their

pronounciation,part of speech,common using ect. ”

(۱۳)

جگہ کی وضاحت Glossary میں لفظ Dictionary of Urdu Classical Handi and English میں لفظ کی وضاحت یوں دی گئی ہے

A list of difficult old technical or foreign words (14) ”

“with explanations

ابتدئے اردو میں لغت اور فرہنگ میں فرق نہیں کیا جاتا تھا۔ لغت کو فرہنگ اور فرہنگ کو لغت کے معنوں میں استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ فارسی لغت کے مولفین عام طور پر لغت اور فرہنگ میں امتیاز نہیں رکھتے تھے اور لغت کو فرہنگ کا نام دے دیتے تھے جیسے فرہنگ آموز گار، فرہنگ علی اکبر دہ خدا، فرہنگ الجمن آرائے ناصری وغیرہ۔ لغت موجودہ دور میں بھی لفظ فرہنگ، اردو لغت کی کتابوں کے لیے مستعمل ہے مثلاً فرہنگ آصفیہ، فرہنگ اثر وغیرہ۔ لغت میں فرہنگ کی خوبیاں در آئیں اور فرہنگ میں لغت کے محاسن و اوصاف شامل ہوئے۔ فرہنگ آصفیہ جو کہ ایک معروف لغت ہے اسے فرہنگ کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ یہی حال فرہنگ تلفظ کا بھی ہے۔ اسی طرح کچھ فرنگیں جو تدوینی طریقہ کار میں ترتیب دی گئی ہیں وہ اکثر و پیشتر لغوی معنی ہی بیان کرتی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ضیا الدین انصاری لغت اور فرہنگ کے باہمی فرق کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

”زیادہ تر لغت نویس لفظ فرہنگ کو انگریزی لفظ ڈکشنری (Dictionary) کا مترادف سمجھتے رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بنیادی طور سے اسے فارسی لغت کے لیے مختص کیا گیا۔ تیسرا یہ کہ بعض اوقات اسے اردو کی کتاب لغت کے لیے بھی استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ چوتھے یہ کہ فرہنگ اور کتاب لغت ہم معانی الفاظ ہیں لیکن فی الحقيقة ایسا نہیں۔“ (۱۵)

ڈاکٹر گیان چند جیں اپنی کتاب ”تحقیق کافن“ میں فرہنگ اور عام لغات کے فرق کو اس طرح واضح کرتے ہیں:

”فرہنگ لفظ کے وہی معنی دیے جائیں جو متن میں مراد ہیں۔ دوسرے مفہوم درج نہ کیے جائیں۔ فرہنگ عام لغات نہیں۔ یہ ایک متن سے متعلق خصوصی لغات ہے۔ معنی صحیح صحیح دیے جائیں۔ یہ نہیں کہ متن کا سیاق و سبق دیکھ کر اندازے سے لکھ دیے جائیں۔“ (۱۶)

لغت اور فرہنگ کے محو لہ بالا آرائی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ لغت میں کسی زبان کے الفاظ کا مکمل ذخیرہ اور ان کے تمام ممکنہ معانی درج ہوتے ہیں لیکن فرہنگ کے جو معنی متعین ہوتے ہیں وہ یہ کہ کسی خاص متن کے پیچیدہ، مشکل اور متروک الفاظ، غیر ملکی و مقامی بولیوں کے الفاظ و محاورات، روزمرہ، علوم و فنون کی اصطلاحات وغیرہ اور ان کے مفہومیں کی فہرست۔ ایسی فہرستیں عموماً کتاب کی شکل میں علیحدہ بھی ترتیب دی جاتی ہیں اور کسی متن کے آخر میں بھی دے دی جاتی ہیں۔

محترمہ کرن الاطاف فرہنگ اور لغت کے مفہوم اور ان میں تفریق کے حوالے سے بیان کرتی ہیں:

”فرہنگ اور لغت کے ان مفہوم پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ لغت میں الفاظ کی فہرستیں مرتب کرتے ہوئے کسی بھی زبان کا احاطہ کیا جاتا ہے لیکن فرہنگ میں کسی مخصوص متن (مطبوعہ یا غیر مطبوعہ) کے الفاظ کے مفہوم دے دیے جاتے ہیں۔ گویا لغت میں کسی زبان کے مشکل الفاظ، متروک الفاظ، محاورات وغیرہ کی توضیح کی جاتی ہے جبکہ فرہنگ کا دائرہ کاراس کی نسبت محدود ہے۔ فرہنگ ساز کسی کتاب کے الفاظ، کسی مصنف کے متروکات، مختارات یا کسی خاص عہد کے فن

پاروں تک اپنا کام مدد و در کھاتا ہے۔ لغت میں لفظ کی تشریح و توضیح مشاہیر ادب کے کلام سے ظائز پیش کی جاتی ہیں جبکہ فرہنگ میں ایسا نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لغت میں لفظ کے تمام معانی، مترادفات و مرادفات دے دیے جاتے ہیں جبکہ فرہنگ میں موزوں ترین مفہوم دیا جاتا ہے جو اس متن کی تفہیم میں قاری کی مدد کرے۔ (۱۷)

محضر طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فرہنگ عموماً کسی زبان کے عام یا تمام الفاظ کی بجائے صرف مخصوص الفاظ و تراکیب، اصطلاحات، تلمیحات ہی شامل کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ کہنا مناسب ہو گا کہ فرہنگ ایک ایسی مخصوص لغت کو کھا جاتا ہے کہ جس کے مشمولات کسی نہ کسی معنوی توسعے کے حامل ہوتے ہیں۔ فرہنگ میں شامل اندراجات کے تمام جدید و قدیم معنی کی بجائے صرف وہی معنی درج کیے جاتے ہیں جس کے لیے انھیں خاص طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

پیٹ اور موضوع کے اعتبار سے فرہنگ کو درج ذیل رُمروں میں رکھا جاسکتا ہے:

شخصی فرہنگ: شخصی فرہنگ کے زمرے میں ایسی فرہنگ کو رکھا جاسکتا ہے جس میں کسی خاص ادیب یا شاعر کے ذریعہ استعمال ہونے والی لفظیات کو یکجا کیا جائے۔ کتابی شکل میں لفظیات کیے گئے اسی مجموعہ کو شخصی فرہنگ کہا جاتا ہے۔

موضوعاتی فرہنگ: کسی ایک مخصوص موضوع یا مضمون کو بنیاد بنا کر یا مضمون سے متعلق لفظیات، ترکیبات، علامات، تلمیحات اور اصطلاحات کے مجموعے کو موضوعاتی فرہنگ کے زمرے میں رکھا جاتا ہے۔

کتابی فرہنگ: کتابی فرہنگ کے زمرے میں ایسی فرہنگ شامل ہے جو صرف کسی ایک کتاب میں مخصوص اور اصطلاحی الفاظ کا مجموعہ ہوتی ہے۔ کتابی فرہنگ میں استعمال شدہ لفظیات میں مخصوص محاورات اور ترکیبات کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔

اصطلاحی فرہنگ: اصطلاحی فرہنگ زبان کے سرمایہ الفاظ سے متعلق نہیں ہوتی بلکہ مخصوص لفظوں اور خاص طور پر مرکب الفاظ تک ہی محدود رہتی ہے۔

محاوراتی فرہنگ: اس فرہنگ میں صرف محاورات اور ان کے معنی اور ان کے بر محل استعمال کو درج کیا جاتا ہے۔

تقابیلی فرہنگ: اس فرہنگ میں دوسری زبان کے ہم معنی محاورات کو پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے محاورات کے معنی و مفہوم کی صحیح طور پر وضاحت ہو جاتی ہے اور دیگر زبانوں کے الفاظ و محاورات کا تقابیلی جائزہ بھی ہو جاتا ہے۔

فرہنگ امثال: یہ فرہنگ محاوراتی فرہنگ کی طرز پر ہوتی ہے۔ یہ فرہنگ کہا توں سے تعلق رکھتی ہے۔

فرہنگ سازی کے بارے میں محققین کا نظریہ ہے کہ کسی خاص متن کے مشکل، مہم اور متروک الفاظ، مقامی بولیوں اور غیر ملکی زبان کے الفاظ و محاورات، ادبی اور تکمیلی اصطلاحات، ان کی تعریفیں شامل فہرست ہوتی ہیں۔ بعض اوقات یہ فرہنگیں کسی خاص شاعر، ادیب یا پھر کسی مخصوص کتاب یا علمی شعبہ کے متون کے متعلق ہوتی ہیں اور اکثر انھیں کتاب کے آخر میں مسلک کر دیا جاتا ہے۔ انھیں لغت کی اصطلاح میں الفباً ترتیب سے بھی مرتب کیا جاتا ہے۔

دوسرانہ نظریہ ہے کہ فرہنگ اگرچہ مخصوص زاویہ سے منتخب متن کے مشکل الفاظ کے ترجمہ پر مشتمل ہوتی ہے مگر اس کا دائرہ کار تشریح و توضیح بہت زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ اس طرح یہ لغت عام لغت سے کہیں زیادہ مفید ہوتا ہے جو الفاظ قواعد و اشتہقاق اور اجزائی تخلیل تک پھیلتا چلا جاتا ہے۔

فرہنگ مخصوص فن پارے کا ہو یا مصنف کے ادب پارے سے، اگر تو محض ترجمہ تک محدود ہے جیسا کہ آج کل مختلف کتب یا مصنفین کے فرہنگ تیار ہو رہے ہیں تو پھر فرہنگ کا دائرہ لغت سے بہت محدود ہو کر رہ جاتا ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ فرہنگ کے دائرہ کار کو الفاظ کے قواعد و اشتہقاق کی وضاحت سے وسیع کیا جائے تاکہ ہر مکتبہ فکر کے لوگ فرہنگ سے استفادہ کر سکیں۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے نزدیک ایک جامع لغت کے لیے درج ذیل خصوصیات کا ہونا ضروری ہے:

”ایک کامل لغت میں ہر لفظ کے متعلق یہ بتانا ضروری ہو گا کہ وہ کب، کس طرح اور کیسے اس شکل میں اُردو زبان میں آیا اور اس کے بعد سے اور اُس وقت سے تا حال اس کی شکل و صورت اور معانی میں کیا کیا تغیر ہوئے۔ اس کے کون کون سے معنی متروک ہو گئے اور ان تمام امور کی توضیح کے لیے زبان کے ادبیوں کے کلام سے نظر پیش کرنا ہوں گے۔ ہر لفظ کی اصل کی تحقیق کرنی ہو گی یعنی یہ بتانا ہو گا کہ یہ کس زبان کا لفظ ہے اس کی صورت وہی ہے جو اصل تھی یا بدلتی ہے۔ اصل زبان میں اس کے کیا معنی تھے اور اب کیا ہیں اور اگر درمیان میں کچھ تغیرات ہوئے تو وہ کیا تھے۔ لفظ کی تاریخی حالت معلوم کرنے کے لیے اصل یا اشتراق کا معلوم ہونا بہت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ یہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس میں مماثل اور ہم علاقہ الفاظ کے صحیح تعلقات اور ہم شکل مگر مختلف الاصل الفاظ کی تحقیق اور ان میں امتیاز ہو سکتا ہے۔“ (۱۸)

فارسی اُردو میں فرہنگ اور مغربی زبانوں میں Glossary کی ہمیت موضوعاتی لغت یعنی Subject Dictionary کی مانی جاتی ہے لیکن فارسی مولفین علم لغات کو بھی بلا تردد فرہنگ کا نام دیتے ہیں۔ جیسے فرہنگ نظام، فرہنگ جہانگیری، فرہنگ آصفیہ وغیرہ لغات کو فرہنگ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، حالانکہ ان لغات کا دائرہ فرہنگ کی نسبت کہیں زیادہ وسیع اور جامع ہے۔ عام طور فرہنگ نویسی کا بنیادی مقصد اشعار کی تصحیح ہوتا تھا اس طرز کے ابتدائی نمونے انگریزی، رومن، جرمی، یونانی اور فرانسیسی زبانوں میں بھی ملتے ہیں۔

اُردو فرہنگ نویسی میں اہل یورپ نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔ آغا فتحار حسین کے مطابق اُردو زبان کی سب سے پہلی لغت A Lexican Lingue Indostanicae میں سب سے پہلی لغت مسٹر کورج کی تالیف بتائی ہے جس میں فارسی، ہندی اور مور کے الفاظ پر مشتمل ہے۔ گریر سن نے ”لنگوستک سروے آف انڈیا“ میں اسٹر ہوئیں اور اٹھارہویں صدی میں بھی اپنا حصہ ڈالا۔ آغا فتحار حسین کے مطابق اُردو فرہنگ کا نام سانے آتا ہے۔ اس نے ”صرف و خوب ہندوستانی“ کے نام سے اُردو زبان میں گرامر لکھی۔ اس کا ترجمہ David Mill Miscellea Brientalia نے کیا اور اپنی کتاب میں شامل کر کے 1743ء میں شائع کیا۔ یہ کتاب لاطینی زبان میں ہے۔ ہندوستانی (اُردو) الفاظ اور عبارتیں رومن میں لکھی گئی ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ حروف ہندوستانی جدول میں ہندوستانی الفاظ اور املاء میں درج ہیں۔ ان الفاظ کا املاؤ لندیزی خط کے مطابق ہے۔ ستر ہوئیں اور اٹھارہویں صدی میں زیادہ تر کام فرانسیسی اور پُر تگالی الفاظ کی سامان درج ہیں۔

اٹھارہویں صدی عیسوی کے آغاز میں ”جان جوشو کیتلار“ کا نام سانے آتا ہے۔ اس نے ”صرف و خوب ہندوستانی“ کے نام سے اُردو زبان میں گرامر لکھی۔ اس کا ترجمہ David Mill Miscellea Brientalia نے کیا اور اپنی کتاب میں شامل کر کے 1743ء میں شائع کیا۔ یہ کتاب لاطینی زبان میں ہے۔ ہندوستانی (اُردو) الفاظ اور عبارتیں رومن میں لکھی گئی ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ حروف ہندوستانی جدول میں ہندوستانی الفاظ اور املاء میں درج ہیں۔ ان الفاظ کا املاؤ لندیزی خط کے مطابق ہے۔ ستر ہوئیں اور اٹھارہویں صدی میں زیادہ تر کام فرانسیسی اور پُر تگالیوں کا ہے۔

اُردو فرہنگ نویسی کی روایت میں انگریز مصنفوں نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔ 1800ء میں فورٹ ولیم کا لج قائم ہوا۔ ڈاکٹر گلگرسٹ انتہائی نامساعد حالات کے باوجود 1857ء سے قواعد و لغت پر کام کر رہے تھے۔ ڈاکٹر گلگرسٹ کے کام کی تفصیل کچھ اس طرح ہے: ۱۔ انگریزی ہندوستانی ڈکشنری ۲ حصوں میں مطبوعہ 1793ء۔ اور بیشتر لنگوست (مشرقی زبان داں) جو اُردو زبان کا آسان قاعدہ ہے۔ مطبوعہ 1798ء۔ ۳۔ ہندوستانی گرامر مطبوعہ 1796ء۔ مشرقی زبان داں کا خلاصہ مع اضافہ جدید مطبوعہ 1800ء۔ ۴۔ فارسی فعل کا نظریہ جدید مع مترادفات ہندوستانی مطبوعہ 1801ء۔ ۵۔ قصص مشرقي (انگریزی سے اُردو میں ترجمہ) مطبوعہ 1803ء۔ رہنمائے زبان اُردو مطبوعہ 1804ء۔ ۶۔ ہندی عربی کا آئینہ (عربی الفاظ کے نقشے کو اُردو زبان سے خاص تعلق رکھتے ہیں) مطبوعہ 1804ء۔ ۷۔ قواعد اُردو مطبوعہ 1809ء۔ ۸۔ اُردو رسالہ گلگرسٹ مطبوعہ 1820ء۔ ۹۔ انگریزی ہندوستانی بول چال مطبوعہ 1820ء، لندن۔ (۱۹)

ڈاکٹر عطش درانی کے بقول اردو کا پہلا مکمل لغت ہنری ہیرس نے 1790ء میں مدارس سے شائع کیا۔ اس کی کتاب "اے ڈکشنری آف انگلش اینڈ ہندوستانی" ایک مکمل اور جامع کتاب ہے۔ لفظ لکھنے سے پہلے ان کے آخذ کو درج کیا گیا ہے۔ جان شلکیپسیر کی اردو لغت 1813ء میں طبع ہوئی۔ کپتان روک کی لغت جہاز رانی جس کا چھٹا ایڈیشن "لشکری لغت" کے نام سے 1818ء میں چھپا۔ روک کی 1818 Hindustani Interpreter Dictionary of Hindustani and English A 1806ء میں چھپی۔ ڈاکٹر ولیم ہنٹر کی An Anglo-Indian Indian Glossary 1800ء میں طبع ہوئی۔ جارج کلیفر ڈوٹ ور تھکی An Anglo-Indian Carnatic Dictionary 1842ء میں طبع ہوئی۔

لغت و فرنگ نویسی کے سلسلے میں ایک نام جوزف ٹیلر ہے۔ ولیم ٹیلر نے ان سے کلمتہ سے 1808ء میں A Dictioany of Hindustani English کے نام سے لغت مرتب کروایا۔ 1834ء میں جان شلکیپسیر نے ان مآخذ کی بھی نشاندہی کی ہے اور اس سے استفادہ کیا گیا جیسے پریمس (1825ء) وغیرہ، ڈاکٹر ہیرس کی ڈکشنری آف انگلش اینڈ ہندوستانی 1791ء، دکھنی "انوارِ سلیمانی" 1824ء، ڈاکٹر ہر کلوڈس کی "قانونِ اسلام" 1832 اور An Introductaion to the Study of Hindustani Language as Spoken in مستشرق ڈنکن فاربس کی لغت ہے۔

ڈاکٹر ایس ڈبلو فیلین کی 1879 English Dictionary A New Hindustani سے شائع ہوئی۔ اس نے ڈکشنری کا ذخیرہ الفاظ کو تنوع بنانے کے ساتھ ساتھ تذکیر و تابیث کے بارے میں بھی معلومات فراہم کی ہیں۔ اس لغت میں ٹھیکیہ ہندوستانی الفاظ کو بطور خاص جگہ دی گئی ہے۔ الفاظ کے معانی کی اسناد، شاعری، گیتوں، محاوروں اور ضرب الامثال سے دی گئی ہے۔ اس لغت کی ایک اور اہمیت یہ ہے کہ سید احمد دہلوی مولف فرنگ آصفیہ فیلین کے معاون تھے۔ فیلین کا میا ب ڈکشنری کے تقاضوں اور اصولوں سے واقف تھے۔ سید احمد دہلوی نے ان کی معیت میں کام کرنے کا تجربہ حاصل کیا اور پھر فرنگ آصفیہ کو ایک مستند فرنگ بنانے کی کوشش کی جو بار آور ثابت ہوئی۔

1886ء میں کرنل سر ہنری پول اور آر تھر گک برلن نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کے اسمائے گرامی سے موسوم لغت ترتیب دیا۔ یہ فرنگ لندن سے طبع ہوئی۔ اشتقتی نقطہ نظر سے یہ لغت خاصی معلومات فراہم ہے۔ مولفین نے اس ضمن میں ہر طرح کی معلومات جمع کر دی گئی ہیں۔ حوالہ جاتی تنوع کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ 710 کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ (۲۰)

ہندوستان میں "فرنگ نامہ قوس" مولف فخر الدین مبارک غزنوی کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔ اس لغت میں عام لغات کی طرح الفاظ و محاورات کی توضیح مستند اسناد کے کلام سے دی گئی ہے۔ اس فرنگ کی ترتیب میں الفاظ کو موضوع کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔ قدیم فارسی فرنگ نویسی کی تاریخ اور فرنگ نامہ "قوس" کے بارے میں پروفیسر نذیر احمد کا یہ بیان قابل ذکر ہے:

"فرنگ نامہ قوس اس لحاظ سے قابلی قدر ہے کہ ہندوستان میں فرنگ نویسی کی ابتداء اس سے ہوتی ہے۔ اس کے تتعی میں ہندوستان میں متعدد فرنگیں لکھی گئیں ہیں۔ ان تمام فرنگوں کے مولفوں نے براہ راست فرنگ نامہ "قوس" سے استفادہ کیا ہے"۔ (۲۱)

ہندوستان میں "فرنگ جہانگیری" پہلی لغت ہے جس میں فرنگ نویسی کے بنیادی اصولوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس میں ۲۳ سے زیادہ لغات کے علاوہ سیکڑوں منظوم تصانیف سے الفاظ منتخب کیے گئے ہیں۔ یہ تصنیف اکبر اعظم کے زمانے سے

شروع ہو کر 1017ھ مطابق 1609ء میں جہانگیر کے عہد میں مکمل ہوئی۔ "سراج الغات" مولف خان آرزو کا شاربھی محققانہ لغت نگاروں میں کیا جاتا ہے۔ محمد حسین برہان کی تصنیف "برہان قاطع" کی بنیاد بھی مستند فرنگوں پر ہے۔ اس کے علاوہ "کشف الغات" مولف عبدالرحیم (75-1874ء)، عبدالرشید کی تصنیف "فرہنگِ رشیدی" (1872ء)، "لطائف الغات" معروف نہ فرنگ لغات مشنوی "مولانا روم" مولف عبد اللطیف (۷۷۸ء)، غلام سرور کی تصنیف "ہدایت اللغات" المعروف "لغاتِ سروری" (1877ء) ٹیک چند بہار کی تصنیف "بہارِ عجم" (1879ء)، "ہفت قلزم" (۷ جلدیں) مولف قبول محمد (1879ء)، "فرہنگ آنند راج" (تین جلدیں) مولف محمد بادشاہ (1889ء)، "آصف اللغات" (17 جلدیں) مولف شمس العلما قبول محمد نواب عزیز جنگ مخصوص بہ ولاء (1904-1921ء) اور "غیاث اللغات" مولف غیاث الدین رامپوری (1921ء) فارسی کی معیاری اور مستند لغات تسلیم کی جاتی ہیں۔

یہ بات غور طلب ہے کہ اردو فرنگ نویسی کی ابتداء فارسی سے اردو، اردو سے فارسی اور فارسی میں ہندوستانی انگریزی سے ہوئی۔ اردو لغت نویسی کے ارتقاء میں سید انشاء اللہ خاں انشا کی تصنیف "دریائے اطافت" نے اہم کردار ادا کیا۔ اس کتاب کی تدریج منزالت کا اندازہ بابائے اردو ڈاٹر مولوی عبدالحق کے اس قول سے باخوبی لگایا جاسکتا ہے جس میں انہوں نے دریائے اطافت کی اہمیت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے:

"انشاء اللہ خاں انشاء پہلے ہندی شخص ہیں جنہوں نے اردو زبان کی لغت اور محاورے اور اس کی صرف و نحو پر غور کیا۔ ان کی دریائے اطافت بے مثل کتاب ہے، جو ان کی لثانی قابلیت، وسعت نظری اور ذوق طبع پر شاہد ہے۔ اگرچہ اس کتاب کو لغات کے ذیل میں شریک نہیں کر سکتے لیکن اس میں زبان کی لغت کا بہت کچھ سامان ہے اور اردو کی کوئی لغت اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتی"۔ (۲۲)

"غراہب اللغات" مولف عبدالواسع ہانسوی اردو کی ایک اہم لغت ہے۔ اس میں اردو الفاظ، مصطلحات اور محاورات کی فارسی زبان میں تفہیم و تشریح کی گئی ہے۔ اس کی تالیف کابنیادی مقصد فاضل مصنف نے فارسی دال طبقہ کی زبان کو سمجھنے میں اور ان کی تفہیم میں درپیش ڈشواریوں کو دور کرنا بتایا ہے۔

"غراہب اللغات" اردو لغت نویسی میں نقش اول کا درجہ رکھتی ہے۔ اردو کی کئی دوسری لغات میں مختلف الفاظ کے مفہوم کی وضاحت میں امثال مفقود ہونے کی وجہ سے فاضل مولف نے فارسی کتب سے استفادہ کر کے تمام تر معانی و مطالب کو اس لغت کا حصہ بنایا ہے اور اس کی ترتیب فارسی کی طرزِ سیست پر کی ہے۔

"نوادرالالفاظ" مولف سراج الدین آرزو کی مشہور تصنیف ہے۔ یہ لغت 1165ھ (1752ء) میں تدوین کی گئی۔ اردو لغت نویسی کی تاریخ میں اس لغت کو یہ اہمیت اور امتیاز حاصل ہے کہ اس میں "غراہب اللغات" کی ترمیم و تصحیح کے علاوہ ضرورت کے لحاظ سے اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ بیانیے اردو مولوی عبدالحق کی رائے انتہائی وقیع ہے:

"خان آرزو نے غراہب اللغات کی تصحیح ہی نہیں بلکہ بہت کچھ اضافہ بھی کیا ہے۔ یہ کتاب غراہب اللغات سے جنم میں بھی زیادہ ہے۔ غراہب اللغات میں لفظ کے معنی اختصار کے ساتھ دیے گئے ہیں مگر خان آرزو نے معنی کے ساتھ اکثر الفاظ کی تصحیح بھی کی ہے اور جگہ جگہ فارسی اور ہندی کے اشتراک و توافق کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔ غالباً یہ پہلے شخص ہیں جن کی نظر اس لسانیاتی نکتہ کی طرف گئی۔ خان آرزو علاوہ چند فارسی کے اردو شاعر بھی تھے۔ ان کی یہ تصنیف جواب تک گمانی میں پڑی ہوئی تھی۔ علم لغت میں بڑا پایہ رکھتی ہے"۔ (۲۳)

"نفائس اللغات"، مولف مولوی احمد الدین بلگرائی 1203ھ (1837ء) مطبع نول کشور (1869ء) فن لغت نویسی کی تاریخ میں اس لیے اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں اردو الفاظ کی تشریح فارسی میں کی گئی ہے نیز اردو الفاظ کے ساتھ عربی فارسی دونوں زبانوں میں مترادفات بھی دیے گئے ہیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ "غرائب اللغات" اور "نفائس اللغات" مولف میر علی اوسٹریش 1884 کی تدوین ایک ہی مقصد کے تحت کی گئی ہے۔ "نفائس اللغات" کا طرزِ بیان اسے فرہنگ کہنے پر اکتا ہے۔

امام بخش صہبائی کا نام اردو لغت نویسی میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ انہوں نے روایت سے ہٹ کر فارسی کے بجائے اردو میں لغت نویسی کے فن کو ترجیح دی۔ اس کتاب کے آخری باب میں اردو کے معروف اور مستعمل محاورات کی فہرست بھی ترتیب دی جو اردو لغت نویسی کے ذیل میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا۔ ان کی یہ تصنیف ۱۹۹۲ء میں شائع ہوئی۔ سید ضامن علی جلال لکھنؤی کی تصنیف "گلشن فیض" 1881ء میں شائع ہوئی۔ یہ فرہنگ 804 صفحات پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں مصنف کی دوسری کتاب "سرمایہ اردو زبان" کافی مقبول ہوئی جس میں الفاظ و محاورات کی تفصیل آسان اردو زبان میں کی گئی ہے۔

عام لغات کے علاوہ محاورات و اصطلاحات پر مشتمل لغات بھی تالیف ہوئیں۔ اس ضمن میں نیاز علی بیگ نگہت کی لغت "مخزن فوائد" کے نام سے 1882ء میں شائع ہوئی۔ یہ فرہنگ قدیم دہلی کا لج کے پرنسپل مسٹر بورنس کی سفارش پر مدون کی گئی۔ اس لغت میں مصنف نے محاورات کو الف بائی ترتیب دے کر ہر محاورے کی تفصیل کے لیے مستند شعر اکے اشعارات کو بطور حوالہ درج کیا ہے۔ "مخزن فوائد" کے بعد "مخزن المحاورات" کے نام سے منشی چرخی لال کی لغت 1882ء میں شائع ہوئی۔ مصنف نے ہندوؤں میں مقبول محاورات، قصوں اور دیہاتوں میں رائج محاورات کو بھی درج کیا ہے۔ اس کے علاوہ پیشہ ورانہ اصطلاحات، اشعار، روزمرہ اور ضرب الامثال کا اندرانج بھی اس لغت کی عمدگی کا پیش نہیں ہے۔

1888ء میں محمد مرتضی عرف مجھو بیگ عاشق لکھنؤی کی لغت "بہار ہند" شائع ہوئی۔ بہار ہند جو صرف ردیف "الف" انتک ہی چھپ سکی، لغت نویسی کی روایت میں اس لیے اہمیت کی حامل ہے۔ اردو مصطلحات پر مشتمل ایک اور فرہنگ "فرہنگ مصطلحات" اردو مولف اشرف علی لکھنؤی ہے، یہ لغت 1890ء میں لکھنؤسے شائع ہوئی۔

"جامع اللغات" مفتی غلام سرور لاہوری کی تالیف ہے۔ جس کی پہلی جلد 1890ء میں شائع ہوئی، اردو لغت نویسی میں اپنا ایک مقام رکھتی ہے۔ اس میں بنیادی طور پر عربی، فارسی اور اردو الفاظ و محاورات کو درج کیا گیا ہے۔

امیر مینائی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ شاعری کے علاوہ ان کا ایک وقیع کام ان کی مرتب کردہ لغت "امیر اللغات" ہے۔ اس کی جلد اول 1891ء میں اور جلد دوم 1892ء میں آگرہ سے شائع ہوئیں۔ انہوں نے بڑی تحقیق، عرق ریزی اور جاں فشائی سے لغت پر کام کیا اور اسے ہر لحاظ سے معیاری بنانے کی کوشش کی لیکن یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ اس کی کو کسی حد تک مولوی نیرنے "نور اللغات" تالیف کر کے پورا کیا۔ امیر اللغات کی صرف دو جلدیں شائع ہوئیں اور یہ لغت تاحال نامکمل ہے اس کے باوجود اردو لغت نویسی کی تاریخ میں اپنا ایک الگ مقام رکھتی ہے۔

"محاورات نسوں و خاص بیگمات" کا اشتاعت کا زمانہ 1930ء ہے۔ مولف نے اس لغت میں خاص بیگماتی زبان کو موضوع بنانے کی تالیف کی ہے۔ 1919ء میں پرشاد شفق لکھنؤی نے "فرہنگ شفق" کی تدوین کی۔ اس فرہنگ میں اردو کے مشہور و معروف شعر اغالب، ذوق آتش وغیرہ کے کلام سے اسناد پیش کی گئی ہے۔ یہ محاورات پر مشتمل لغت ہے۔ اس میں صرف وہی محاورات درج کئے گئے ہیں جو ناج، آتش، غالب اور مومن کے کلام میں موجود ہے۔

یہاں پر 1871ء کی تالیف "مصطلحات اردو" مولف سید احمد دہلوی کاہنڈ کرہا اس لیے بے محل نہ ہو گا کہ یہ لغت بعد میں کئی الگ الگ ناموں "ار مغان دہلی" (1878ء)، اور "لغات النساء" کے نام سے شائع ہوئی۔ مذکورہ لغت کو بعد ازاں اضافوں

کے ساتھ "ہندوستانی اردو لغت" کے نام سے مرتب کیا۔ چنانچہ مہل لغت آخر کار "فرہنگِ آصفیہ" کے نام سے مشہور و مقبول ہوئی۔ نظام دکن کی مالی امداد کے سبب فرہنگ آصفیہ کی جلد اول 1887ء میں، جلد دوم 1888ء میں، جلد سوم 1898ء میں اور جلد چہارم 1901ء میں مکمل ہوئی۔

فرہنگِ آصفیہ نے مدت دراز تک اردو فرہنگ نویسی پر اپنا تسلط جمائے رکھا۔ تاحال بہت سی خامیوں کے باوجود اس کی اہمیت برقرار ہے کیونکہ یہ لغت فرہنگ نویسی کے ذخیرے میں بیش بہا جوہرا اور ایک نئے باب کا اضافہ کرتی ہے۔ یہ لغت ایک جامع اور صحیح معنوں میں فرہنگ نویسی کے زیادہ سے زیادہ تقاضوں کو پورا کرتی ہے۔ اس کی جامعیت اور ہمہ گیری و سعت کا اندازہ فرہنگِ آصفیہ کے دیباچے کی اس عبارت سے لگایا جاسکتا ہے:

"عربی، فارسی، ترکی، سنکریت اور انگریزی لغات مخلوط بہ اردو، عدالتی، بیگاناتی محاورات، اہل پیشہ و اہل حرفہ کی ضروری اصطلاحات، داخل روز مرہ، ضرب الامثال، اشارے کنائے، تاریخی واقعات، مناسب حال مادے، تذکیر و تائیث کے فیصلے، فلسفہ، طبیعت کے حسب موقع مسئلے، علم زبان کے نکتے، اردو صرف و نحو کے قائدے، ملک کی متداولہ رسیمیں، قدیم تحقیقات کے اختلاف مع نظائر نظم و نثر کثرت معانی، وجہ تسمیہ، تمام اولیائے ہند اور تمام فقراء ہند کے اسماء و گرامی مع حالات، علمنامی کے نام اور مختصر سوانح عمریاں اور دیگر امور کی تشریحات جو ۵۵ ہزار سے متباہز ہیں"۔ (۲۴)

"امیراللغات" کے نامکمل کام کو پورا کرنے کے لیے نور الحسن کاکوری نے 1924ء میں "نوراللغات" کی تدوین شروع کی اور اسی سال اس کا پہلا حصہ (جلد اول) نیپر لیں لکھنؤ سے شائع کیا۔ یہ لغت چار مبسوط جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی چوتھی اور آخری جلد، اشاعت العلوم پر یہ فرہنگ محل لکھنؤ سے 1931ء میں شائع ہوئی۔ محمد ضیال الدین انصاری بیان کرتے ہیں:

"نور الحسن نیپر کاکوری نے چار مبسوط جلدوں میں نوراللغات تالیف کی جو بڑی خصوصیت کی حامل ہے۔ لیکن انہوں نے الفاظ کی تعبیر و تشریح میں تفصیل سے کامل نہیں لیا، نہ ہی شعر سے معنی و مفہوم کی سند پیش کی ہے۔ صرف الفاظ کے بد لے لفظ پیش کر دیا ہے۔ اسی طرح اس کے معنی میں وہ وسعت نہیں ہے جو فرہنگِ آصفیہ اور امیراللغات کا ظراہرا امتیاز ہے۔ اس لغت کے بطور مطالعے سے محسوس ہوتا ہے کہ فاضل مصنف نے فرہنگِ آصفیہ سے خصوصی استفادہ کیا ہے، جس کے باعث اکثر مقامات پر اسی ہی کے معنی ہو ہو نقل ہو گئے ہیں"۔ (۲۵)

خواجہ عبدالجید کی تالیف کردہ لغت "جامع اللغات" چار مبسوط جلدوں میں 1935ء میں شائع ہوئی۔ جامع اللغات صرف اردو لغت نہیں ہے بلکہ سنکریت، عربی اور ہندی سب زبانوں پر مشتمل ہے۔ دیگر زبانوں کے الفاظ کا ذخیرہ یکجا کرنے میں مولف کی عرق ریزی اور سخت کاوش کی تحسین لازم ہے۔

ایک اہم اور جامع لغت "فرہنگِ عامرہ" محمد عبد اللہ خاں خویشگی کامدون کرده ہے۔ جس میں اردو کے علاوہ دیگر زبانوں کے عربی، فارسی اور ترکی الفاظ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ ایک اور قابل ذکر لغت مولوی فیروز الدین کا "فیروز للغات" منظر عام پر آیا۔ اس لغت میں مولف نے متداول الفاظ، مصطلحات، مرکبات، محاورات، ضرب الامثال، سائنسی و فنی اصطلاحات وغیرہ کو شامل تو کیا ہے۔ یہ لغت اوسط درجے کی ہے اور عام استعمال کے لیے موزوں ہے۔

لغت و فرنگ میں مقدرہ کا ایک اہم کارنامہ ڈاکٹر جمیل جالمی کی "قومی انگریزی اردو لغت" اور شان الحلق حقی کا "فرہنگ تلفظ" ہے۔ ضرب الامثال کی تدوین کے حوالے سے پروفیسر مسعود حسن رضوی کی "فرہنگ امثال" خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ مرزا محمد مہذب لکھنؤی کو اردو لغت نویسی میں منفرد مقام حاصل ہے۔ ان کی ماہی ناز تصنیف مہذب اللغات کو اردو لغت نویسی میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ یہ لغت چودہ جلدوں کو محیط ہے جس میں مؤلف نے الفاظ و محاورات، مرکبات، اصطلاحات اور مزیات کا اندران مستند شعر اکے کلام نثر و نظم سے تحریر کیا ہے۔

دور حاضر کی سب سے بڑی جامع، مفصل اور ضخیم لغت "اردو لغت" ہے۔ یہ ترقی اردو بورڈ کراچی سے شائع ہوئی۔ یہ تاریخی اصول پر آکسفورڈ انگلش ڈکشنری کے طرز پر مرتب کی گئی ہے۔ اس لغت کی بنیاد بابائے اردو مولوی عبدالحق نے رکھی تھی۔ ترقی اردو بورڈ کراچی کے قیام کے دوران ہی 1958ء میں اس پر کام شروع ہو گیا تھا۔ یہ کام بڑے پیمانے پر انجام دیا گیا اور جن اسکالرز نے اس لغت کی تدوین میں سخت کاؤش سے لیا وہ لاکھ صد تحسین ہے۔

جابر علی سید اردو لغت کی اہمیت و افادیت کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

"چونکہ یہ ایک تاریخی لغت ہے جو جدید لسانیاتی اصول پر مرتب کی گئی ہے لہذا آکسفورڈ ڈکشنری کی طرح اس میں بھی قدیم و جدید، متروک و راجح سب ہی قسم کے الفاظ درج کئے گئے ہیں۔ ایک طرف عام بول چال کے الفاظ ہیں تو دوسری طرف علمی و فنی اصطلاحات کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔ کہا توں اور محاوروں کا بڑی حد تک احاطہ کیا گیا ہے"۔ (۲۶)

۱۹۶۰ء کے بعد کلائیکی ادب کی تدوین و ترتیب کا ایک خوشناور شروع ہوتا ہے جو کالائق تحسین پہلوی ہے کہ اصل متن کے علاوہ اس میں استعمال ہونے والے ثقیل، نادر اور غیر مانوس الفاظ کے معانی بھی درج کئے جاتے ہیں۔ اس کام کے لیے دو طریق ہائے کار استعمال کیے گئے۔ اول یہ کہ ہر صفحہ پر حواشی کے تحت لکھ دیا جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ کتاب کے آخر میں فرنگ ترتیب دی جاتی ہے۔ لہذا اسی فکر کے زیر اثر میر تقی میر، میر حسن، محمد قلی قطب شاہ، دیاشنگر تیم، ابن نشاٹی، شوق لکھنؤی، ذوق، سودا، میر امن، رجب علی بیگ سرور، ڈپٹی نزیر احمد وغیرہ کی شعری و نثری تخلیقات کی جدید ترین اشاعت، فرنگ نویسی کی روایت میں ایک قابل تائش کارنامہ ہے۔ ان فرنگوں کی تدوین کا، ہم مقصد مطالب و معانی و مفہوم کو سمجھنے میں آسانی کو پیدا کرنا ہوتا ہے۔ یہ ہمیں قدیم کلائیکی ادب سے روشناس کرتی ہیں اور ان کے معنی متعین کرنے میں سہولت فراہم کرتی ہیں۔

۱۹۷۲ء میں میر انس پر ایک فرنگ مرتب کی گئی۔ یہ عظیم کام نائب حسین نقوی نے انجام دیا۔ مشکل الفاظ کے معنی و مفہوم کی تشریح کرنے کے علاوہ عام اور آسان الفاظ کو بھی شامل فرنگ کیا گیا ہے۔ اردوئے معلیٰ کو پروقارتبہ عطا کرنے کے لیے اور اسے خاص و عام مقبولیت دلانے میں میر تقی میر کے کل دو این پر مشتمل فرنگ۔ "فرہنگ ملکیات میر" جناب فرید احمد بر اکاتی نے ترتیب دی۔ اس مقالے پر مصنف کو راجحستان یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی سند تفویض ہوئی۔ اس فرنگ کی اشاعت ۱۹۸۸ء میں ہوئی۔

نواب مرزاداع خان دہلوی اردو کے مشہور و معروف شاعر گزرے ہیں۔ داع کے کلام کا احاطہ کرتے ہوئے جناب ولی احمد خاں نے "محاورات داع" ترتیب دے کر ایک ماہی ناز کام انجام دیا۔ اس فرنگ میں داع کے مخصوص محاوروں کے معنی اور حسب موقع تشریح بھی کی گئی ہے۔ سند کے طور پر داع کا شعر بھی دیا گیا ہے جس میں وہ محاورہ آیا ہے۔ اس فرنگ کے مطالعے سے داع کے کلام کو آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔

محمد ضیاء الدین انصاری نے لغت نویسی میں ایک الگ طرح ڈالی۔ انہوں نے "اردو مشنوی کی فرنگ" مرتب کی۔ یہ فرنگ ۱۹۹۸ء میں لبرٹی آرٹ پریس دہلی سے شائع ہوئی۔ مولف کا نیا تھاکہ مختلف اصناف نظم و نثر جد اگانہ حیثیت سے کام کیا

جائے، لیکن مصروفیت کے باعث مولف اپنے اس خیال کو عملی جامن نہ پہنان سکے۔ اسی طریق پر ۲۰۰۰ء "فرہنگ فسانہ آزاد اور اس کا عمرانی، لسانیاتی مطالعہ" کے عنوان سے ایک کتاب نمایا تھا شائع ہوئی جس میں سرشار تر کام کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے جو کہ بہت وقیع اور لائق صد تحسین ہے۔ ایک اور قابل ذکر فرنگ، "فرہنگ کلیات نظیر"، اردو لغت نویسی میں بیش قیمت اضافہ ہے۔ علامہ اقبال کے کلام پر بھی متعدد فرنگیں ترتیب دی گئی ہیں جن میں، آسان کلیات اقبال مع فرنگ، فرنگ کلیات اقبال، فرنگ کلیات اقبال فارسی، تلمیحات اقبال، تلمیحات و اشارات اقبال وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

فرہنگ نویسی کی روایت کا سلسلہ اٹھا رہا ہے اسی سدی سے ہوتا ہوا بیسویں سدی تک آتا ہے اور اب یہ روایت اتنی مستحکم ہو چکی ہے کہ اب مختلف سرکاری و خصیق یونیورسٹیوں میں شعر اور ادب کے تمام تر کام کی تفہیم کے لیے فرنگ نویسی کا باقاعدہ کام ایم۔ اے، ایم۔ فل اور پی۔ اچ۔ ڈی کی سطح پر ترتیب دیے جا رہے ہیں۔ اس حوالے سے پنجاب یونیورسٹی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بہاالدین ذکر یا یونیورسٹی، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور وغیرہ میں متعدد مقالاتِ فرنگ ترتیب دئے جا چکے ہیں۔

اس سلسلے کو مزید فروغ دینے کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس روایت کو فروغ دینے کے لیے ایسی فرنگیں دیگر کلاسیکی و جدید شعر اور ادباء کی تخلیقات پر مشتمل مدون کی جائیں۔ جن کے توسط سے الفاظ و محاورات، تلمیحات و اصطلاحات، روز مرہ، ضرب الامثال اور علامات وغیرہ کو ایک جگہ مجمعن کیا جائے تاکہ اس نادر ذخیرے کو فرنگ نویسی کے جدید اصولوں کی روشنی میں معیاری اور جامع فرنگیں اشاعت ہوں، جو اردو ادب کے طالب علموں اور قارئین کے لیے باری رحمت ثابت ہوں۔ اردو زبان کی ایک مکمل، جامع اور ضخیم لغت مرتب کرنا ناممکن نہ ہے لیکن مشکل اور صبر آزمائام ضرور ہے۔ اس کا آسان طریقہ ہے کہ ابتدائی مرحلے میں ہر صنف کی الگ الگ فرنگیں مرتب کی جائیں۔ اس طرح فرنگ نویسی کی روایت میں وسعت و جامیعت پیدا ہونے کے ساتھ اس صنف کے ساتھ دیگر اصناف کے الفاظ و محاورات کو یکجا کر کے ایک جامع اور ضخیم فرنگ کی شکل میں مرتب کرنا ممکن ہو جائے گا۔

اردو زبان میں اس نوعیت کی فرنگوں اور حوالے کی کمی کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔ مختلف لغات، فرنگوں اور حوالے کی کتابوں میں ٹھوڑا بہت مواد ہی مل پاتا ہے اور باقی مواد بھی تک منتشر حالت میں جا بجا بکھرا ہوا ہے۔ جب تک اس مواد کو ایک جگہ جمع کر کے اس پر عمیق مطالعے نہیں کئے جاتے، تب تک اردو کی معتبر اور جامع لغت کی تکمیل کا خوب پورا نہیں ہو سکتا۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مختلف شعر اور ادب کے کلام اور نشر پاروں کی جدا جد افرانگیں ترتیب دی جائیں، پھر ان مختلف اصناف و موضوعات کی فرنگوں کو یکجا کر کے ان کی مدد سے جامع، مستند، معتبر اور ضخیم لغت کو مرتب کیا جائے۔ اس طرح اردو زبان و ادب کے ذخیرہ الفاظ اور کثیر سرمائے کو محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح کسی بھی کے کلام اور نشر کو سمجھنے میں آسانی رہے گی اور زبان و ادب، تہذیب و تمدن اور معاشرت کے مسائل پر بھی با آسانی تحقیق و تنقید کی جاسکے گی۔

حوالہ جات

- ۱۔ زیباناز، ڈاکٹر، فرنگ کلیات ذوق، غیر مطبوعہ مقالہ برائے ایم، فل اردو، لاہور، اور یٹل کالج، لاہور، ص، ۲
- ۲۔ فیروز الغات (اردو) مرتبہ، مقبول بیگ بد خشانی، لاہور، فیروز سنز، ۲۰۰۳ء
- ۳۔ فرنگ آصفیہ، مرتبہ، سید احمد دہلوی، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء
- ۴۔ علمی اردو لغت (جامع)، مرتبہ، وارث سر ہندی، لاہور، علمی کتاب خانہ لاہور، ۱۹۸۳ء
- ۵۔ فیروز الغات (فارسی)، مرتبہ، مقبول بیگ بد خشانی، لاہور، فیروز سنز، ۲۰۰۳ء
- ۶۔ جامع الغات، مرتبہ، عبدالجید، لاہور، اردو سائنس بورڈ، لاہور، سن (نہار)

- ۷۔ فرهنگ عامرہ، مرتبہ، عبداللہ خاں خویشی، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء
- ۸۔ غیاث الغات، مرتبہ، غیاث الدین محمد، لکھنؤ، مطبع انوار محمدی، ۱۲۳۳ء
- ۹۔ اردو لغت (جلد اول تا تسمیم) تاریخی اصول پر، کراچی، اردو لغت بورڈ
- ۱۰۔ جیل، جابی، ڈاکٹر، قومی انگریزی لغت اردو، مقتدرہ قومی زبان، طبع پنجم، ۲۰۰۲ء اسلام آباد
- ۱۱۔ قومی انگریزی اردو لغت، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء

Ref.:jami English to Urdu Dictionary NCPUL,India,Page No,963۱۲-

Ref:the New Lexicon Webster Dictionary of the english ۱۳-
Language,new york,publishers Inc,1989

platts,john.T.Dictionary of Urdu Clasical Handi and ۱۴-
English.Oxford: Oxford University press,1885

- ۱۵۔ انصاری، ضیال الدین، ڈاکٹر محمد، غالب نامہ (محلہ) دہلی، شمارہ۔ ۱۰ جنوری ۱۹۸۸ء، ص ۱۱۵
- ۱۶۔ گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کافن، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۰۳ء، ص ۲۲۰
- ۱۷۔ کرن الٹاف، فرهنگ کلیات سودا، غیر مطبوعہ مقالہ برائے ایم، فل اردو، لاہور، اورینٹل کالج، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۶
- ۱۸۔ عبدالحق، مولوی، ڈاکٹر، مقدمہ جدید اردو لغت، مشمولہ، مجلہ غالب نامہ، جنوری ۱۹۸۸ء، ص ۱۱۸
- ۱۹۔ جابر علی، سید، مکتوبات مقتدرہ، وضاحتی فہرست، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۳ء، ص ۳۲
- ۲۰۔ جابر علی، سید، مکتوبات مقتدرہ، وضاحتی فہرست، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۳ء، ص ۳۸
- ۲۱۔ قریشی، شریف احمد، مقدمہ: فرهنگ فسانہ آزاد اور اس کا عمرانی و لسانیاتی مطالعہ، ۲۰۰۰ء، ص ۱۳
- ۲۲۔ عبدالحق، مولوی، رسالہ (اردو سہ ماہی ج ۸۳ شمارہ ۱-۲)، جنوری تا اپریل، ۱۹۸۸ء، ص ۱۹
- ۲۳۔ عبدالحق، مولوی، رسالہ (اردو سہ ماہی ج ۸۳ شمارہ ۱-۲)، جنوری تا اپریل، ۱۹۸۸ء، ص ۱۹
- ۲۴۔ احمد دہلوی، سید، مولوی، مقدمہ: فرهنگ آصفیہ، جاول، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۱۹
- ۲۵۔ محمد ضیال الدین، انصاری، مقدمہ: اردو مثنوی کی فرهنگ، لبرٹی آرٹ پریس، نئی دہلی، ۱۹۹۸ء، ص ۲۳
- ۲۶۔ جابر علی، سید، مکتوبات مقتدرہ، وضاحتی فہرست، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۳ء، ص ۳۲
